کے چارے کی رودنوں کا ڈھیر ہوں۔ نگاہیں دیکھ رہی ہیں کہ ہمارے چاروں طرف معاندقوتیں ظلم وتحقیر کے لیے نئے ناوک لیے کھڑی ہیں۔ اور آج ہم نے ایک ناوک کو چپ چاپ سے سہہ لیا۔ تو کل دوسرے کو ہنسی خوشی سے سہنا ہو گا۔ اور بعد ازاں کسی اور بلا کا آگے بڑھ کر خیر مقدم کرنا ہو گا۔

ایمان اور عزت اور خودداری کی زندگی کے لیے حرکت و اقدام ضروری ہے۔

نعیم صدیقی۔ مرتب ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور

دو ضمیمے منسلک ہیں، انہیں بھی ملاحظہ فرما لیجیے۔

ضمیمہ مکتوبِ خاص

(۱)

برصغیر کے باہر کے مسلم اور عرب ممالک کی مشکل یہ ہے کہ وہ بھارت کی مذہبی پستیوں اور سماجی وحشتوں سے پوری طرح واقف نہیں ہیں۔ یہاں مختصراً چند اشارات پیش کیے جاتے ہیں جو شاید بعض بند آنکھوں کو کھول دیں۔ اور منجمد دلوں کو دھڑکنے پر آمادہ کر دیں۔

۱۔ اس قوم کے مشرکانہ عقاید کی بنیاد دیویوں اور دیوتاؤں کی ایسی گندی کہانیوں پر ہے کہ ان سے متاثر ہونے والی قوم میں جوہر انسانیت نشوونما پا ہی نہیں سکتا۔ دو دو سروں اور چار چار ہاتھوں والے بت اس قوم کے ذہن میں اترے ہوئے ہیں۔ اور جدید ہندوؤں نے ان کو بڑے فلسفیانہ مفہوم دے دیے ہیں۔

۲۔ یہ قوم نہ صرف سورج اور چاند ستاروں، درختوں اور پہاڑوں، گھوڑوں اور موروں، بندروں اور سانپوں کو صدیوں سے پوجتی آرہی ہے بلکہ اس کے ہاں مذہبی طور پر لنگ اور یونی (مردانہ و زنانہ اعضائے تناسل) کی پوجا آج تک باقی ہے۔ اور اس کی مذہبی مورتیوں اور تصویروں میں تمام مکروہ پہلو جوں کے توں موجود ہیں۔ ان کے مندروں کے علاوہ گھر اور ہوٹل بتوں سے بھرے پڑے ہیں۔ اب تو یہ بت آرٹ کا عنوان پا چکے ہیں۔

۳۔ اس قوم کی نگاہ میں گائے کا پیشاب پُر تقدس ہے اور اس کے گوبر سے یہ اپنے باورچی خانوں کے اُن فرشوں کو لیپ کر پاک کرتی ہے جن پر بیٹھ کر کھانا پکایا اور کھایا جاتا ہے۔

۴ — اس قوم نے خود اپنے اندر ایک طرف برہمن نسل کو خدائی حقوق اور پرتقدس مقام
دیا، یہاں تک کہ بہت سے گناہ اور جرائم بھی برہمن کرے تو مذہب اُن کو سندِ قبولیت دیتا ہے
دوسری طرف ایک طبقے کو ہمیشہ کے لیے انسانیت سے محروم کر کے شودر اور ہریجن بنا دیا ہے
جن کے سامنے [illegible] اور کھانا پینا تو کجا اُن سے مس ہو جانا بھی ہندوؤں کو ناپاک کر دیتا ہے۔

۵ — [illegible] ہے جس نے عورتوں کو ورثہ میراث اور حقِ ملکیت سے محروم کیا بلکہ مذہبی
اور سماجی [illegible] کے تحت لازم کر دیا کہ وہ بیوہ ہونے کی صورت میں اپنے شوہر کی لاش کے ساتھ
آگ کی چتا میں [illegible] جل مریں۔ مذہب کے نام پر قائم شدہ اس وحشیانہ رسم کو مسلمان حکمرانوں
نے آکر ختم کرایا جن سے آج کا ہندو سخت نفرت کرتا ہے۔

۶ — اس قوم میں جزائے اعمال کا مذہبی تصور یہ ہے کہ گناہ کے بدلے میں انسان کی رُوح
مدت دراز تک مختلف جانوروں کے پیکروں میں رہ کر عذاب بھگتتی ہے اور پھر لاکھوں برس بعد
نجات پاتی ہے۔ آخرت کے کسی عدالتی احتساب اور جزا و سزا کا کوئی معقول تصور موجود نہیں ہے
ان عقائد کا نتیجہ وہ پستیِ اخلاق ہے جو اجتماعی زندگی میں الم نشرح ہے۔

۷ — اس قوم کی نگاہ میں غیر ہندو، خصوصاً مسلمان ملیچھ (پلید یا ناپاک) کہلاتے ہیں اور اگر
کسی مسلمان کا ہاتھ ہندو کے برتن کو لگ جائے تو اس میں رکھا ہوا پانی، کھانا بھرشٹ (ناپاک) ہو جاتا
ہے۔ ان کے بزرگوں کی تلقین یہی ہے کہ جہاں تک ہو سکے ناپاک مسلمانوں کا نام و نشان مٹا دو اور
ان کے بچوں تک کو ہلاک کر دو نیز اُن کے خلاف ہر قسم کی عداوت اور عیاری سے کام لو۔
اسی تعلیم کے تحت ہندوؤں نے مسلم حکومت کے دور میں بار بار بغاوتیں، شورشیں اور جنگیں
کیں۔ اسی کے تحت دورِ غلامی میں انگریزوں کا قرب حاصل کر کے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا۔ اسی کے
تحت آزادی کے لیے مسلمانوں کی قربانیوں کا یہ صلہ دیا کہ اُن کے مستقل مذہبی اور تہذیبی تشخص
کو ماننے اور اُن کے آئینی حقوق تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ اور اُن کو لادین متحدہ ریاست
میں پھانسنے کی صیادانہ تدبیریں کیں۔ ہندوؤں کے اسی مسلم دشمن رویّے نے مسلمانوں کے لیے
مطالبۂ پاکستان کے سوا کوئی راہ نجات باقی نہ چھوڑی۔

۸ — پاکستان بن گیا تو اوّل تو اس کا انتقام مسلمانوں کے قتلِ عام کی صورت میں لیا۔ نیز

لارڈ ماؤنٹ بیٹن سے ساز باز کر کے ریڈ کلف کے ہاتھوں تقسیم کی لکیر اس طرح کھنچوائی کہ مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچے۔ پھر طے شدہ مناسبت کے تحت اثاثوں کی تقسیم کا جو فارمولا طے ہوا تھا اُس کو پامال کر کے پاکستان کو اس کے حقوق سے محروم کیا تاکہ وہ پنپ نہ سکے۔ اور یہ قضیہ آج تک طے نہیں کیا گیا۔ مگر پاکستان کے مسلمانوں نے صفر سے اپنی نئی آغازِ زندگی کا آغاز کیا۔ اور میزوں کرسیوں کے بغیر (پنوں کے بجائے خارِ مغیلاں استعمال کر کے) بسا اوقات درختوں کے نیچے دفاتر لگا کر بیٹھے۔ اور خستہ حال بیرکوں میں دفتری ریکارڈ رکھا۔

۹ ــــ بھارت نے متعدد مسلم اکثریتی علاقوں ـــــ حیدر آباد، کشمیر، جوناگڈھ اور رام پور اور بھوپال وغیرہ پر زبردستی قبضہ جما لیا۔

۱۰ ــــ ایک سے زیادہ بار مختلف بہانوں سے پاکستان پر حملہ کیا تاکہ بظاہر اس چھوٹے ملک کا صفایا کر دیا جائے مگر پاکستان کی فوج اور قوم نے اُن کا منہ توڑ جواب دیا۔ ان ناکامیوں کے انتقام میں انہوں نے رُوس کی سرپرستی اور اسرائیل کی ماہرانہ رہنمائی میں نہایت گہری سازشوں اور آخر میں فوجی جارحیت کے ذریعے پاکستان کے مشرقی حصے کو الگ کرا کے بنگلہ دیش بنوایا۔ اور پھر اندرا گاندھی نے فخر سے کہا کہ ہم نے مسلمانوں سے ہزار سال کے دورِ حکومت کا بدلہ لے لیا ہے۔

۱۱ ــــ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں واہگہ کے سرحدی علاقے سے بے گناہ جتنے شہریوں کو عورتوں، بچوں سمیت پکڑ کر لے جایا گیا اور ان کو اذیت ناک حالات میں رکھا گیا۔

۱۲ ــــ سابق مشرقی پاکستان پر فوجی تسلط جما لینے کے بعد وہاں سے نہ صرف فوجی افسروں اور سپاہیوں کو بلکہ سول ملازمین اور عام شہریوں کو بھی گرفتار کر کے بھارتی جنگی کیمپوں میں قید کر دیا گیا۔ ان کی برین واشنگ کے لیے انہیں تکلیف دہ حالات میں رکھا گیا۔ فوجی افسروں کی تعذیب کا سامان کیا گیا! اور اچھے گھرانوں کی عمر رسیدہ خواتین کو نالیاں صاف کرنے کے کاموں پر لگایا گیا۔ مگر وہ لمبی مدت تک نوے ہزار افراد کو قید میں رکھ کر کسی کو ہمنوا اور متاثر اور مخالف پاکستان نہ بنا سکے۔

۱۳ ــــ انہی نوے ہزار قیدیوں کے دباؤ کے تحت شملہ معاہدہ مرتب کیا گیا جو پاکستانی نقطۂ نظر سے قابلِ اطمینان نہیں ہے۔

۱۴ — بھارت کے اکثر سیاسی اور مذہبی لیڈروں کے ایسے بیانات آج بھی ریکارڈ میں ہیں کہ جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کے وجود کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ اور ارادے یہی ہیں کہ اسے کبھی نہ کبھی ملیا میٹ کر دینا ہے۔

۱۵ — بھارت کا ایک مخفی تقاضا یہ ہے کہ پاکستان اُس کی خارجہ پالیسیوں کی پیروی کرے اور اُس کی قیادت کے سامنے آزادی کا سر جھکا دے۔

۱۶ — تقسیم سے پہلے انگریزی حکومت کے اہم ادارے، عمارتیں، صنعتی کارخانے، اسلحہ ساز فیکٹریاں زیادہ تر بھارت میں تھے، ان کا بھی نہ تو حصّہ دیا گیا، نہ اُن کی قیمت ادا کی گئی۔

۱۷ — اسلحہ کے جو انبار آج بھارت میں جمع کیے گئے ہیں۔ ان کا اوّلین ہدف پاکستان کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔

۱۸ — پاکستان جب کبھی کہیں سے فوجی سامان یا اقتصادی امداد حاصل کرتا ہے تو بھارت پہلے ہی سے اسرائیل کے تعاون سے پوری پروپیگنڈا مشینری کو مخالفت کے لیے متحرک کر دیتا ہے اور اگر پاکستان کے لیے سامان یا مال دینے کا کوئی معاہدہ یا اعلان یا قرارداد سامنے آجائے تو اس کے بعد بھی سفارتی سطح پر بھی اور پروپیگنڈے کی سطح پر بھی سخت مخالفانہ مہم چلائی جاتی ہے۔

۱۹ — بھارت کی طرف سے خاموش اور اسرائیل کی طرف سے پاکستان پر حملہ کرنے کی واضح دھمکیاں دی جا چکی ہیں۔ اس غرض کے لیے اسرائیل نے بھارت کے جام نگر کے ہوائی اڈے کو استعمال کرنے کی ضرورت کا اظہار کیا ہے۔

۲۰ — شمال کی طرف سے روس نے افغانستان پر بھاری جارحیت کر کے پورے مُلک کو اُجاڑ دیا ہے اور ڈیڑھ کروڑ کی قوم میں سے ۶۰،۰۰ لاکھ افغانی مہاجر دُنیا میں بکھر گئے ہیں جن میں سے ۳۰ لاکھ سے زائد تعداد پاکستان میں پناہ گزین ہے۔ اس قضیے میں بھارت کی دوستی روس کے ساتھ ہے اور وہ افغانوں کے حقوق دلانے اور انہیں جارحیت سے نجات دلانے کے بجائے اُلٹا خود روسی مدد سے مسلح ہو کر پاکستان کے لیے خطرہ بن رہا ہے۔ بھارت اس پر تیار نہیں کر وہ روس کا نام لے کر جارح فوج کو افغانستان سے نکالے جانے کی بات کرے۔ غیر جانب دار کانفرنس کے موقع پر بھارت نے ایسی فضا بنائی کہ اس کے سرپرست روس کے خلاف

کچھ نہ کہا جا سکے۔ کانفرنس میں پاس ہونے والی قرارداد میں روس کا نام لیے بغیر صرف یہ کہا گیا ہے کہ افغانستان اور کمپوچیا میں بیرونی مداخلتیں ختم ہونی چاہئیں۔ اشارہ یہ ہے کہ جیسے افغانستان میں امریکہ اور چین اور پاکستان اپنی فوجی مداخلت کر رہے ہیں جن کی وجہ سے روس فوجیں بھیجنے پر مجبور ہو گیا ہے۔

۲۱ — سب سے بڑی مصیبت یہ کہ پاکستان کے آزاد مسلم سلطنت بن جانے کا انتقام مسلسل ۳۶ سال سے بھارت میں رہنے والی کثیر التعداد مسلمان اقلیت سے مسلسل لیا جا رہا ہے۔ جس کی متعدد صورتیں ہیں:۔

ا — بعض علاقے مثلاً چینی بھارتی سرحد کے ساتھ کے علاقوں میں سے، آسام کے پہاڑی علاقے سے مشرقی پنجاب میں سے، بنگلہ دیش کے قریبی خطوں میں سے اور بہار سے مسلمانوں کو اکھیڑ دیا گیا ہے۔ حد یہ کہ دہلی کی جامع مسجد کے ارد گرد کے تاریخی علاقے کی مسلم آبادی کو بھی زیادہ تر تباہ کیا جا رہا ہے۔

ب — نکاح و طلاق اور پرسنل لاء کے معاملات میں سیکولرازم کے نام پر ان کی شریعتِ اسلامیہ سے وابستگی کو ختم کرنے کی تدبیریں ہو رہی ہیں۔

ج — مسلم اوقاف کو مسلمانوں سے چھین کر حکومت اپنے قبضے میں لینا چاہتی ہے تاکہ مسجدوں، مدرسوں اور دیگر مذہبی و سماجی اداروں کا درست چلانا ممکن نہ رہے۔ علاوہ ازیں بے شمار مسجدوں کو یا تو ہندوؤں نے مسکن بنا لیا ہے یا انہیں توڑ پھوڑ دیا ہے۔ صرف شہر دہلی میں ایسی عبرتناک صورتیں متعدد ہیں۔

د — مسلم یونیورسٹی علی گڑھ پر سے مسلم چھاپ کو ختم کرنے کے لیے تدریجی تدابیر عمل میں لائی جا رہی ہیں اور لادینیت پسند یا کمیونسٹ اساتذہ اور طلبہ کو آلۂ کار بنا کر بار بار یونیورسٹی کے نظم کو خراب کیا جاتا ہے۔

ر — اردو زبان کو موجودہ دستوری نظام کے تحت نشوونما کے جو راستے ملنے چاہئیں، وہ بھی بند ہیں اور بھارت کی یہ اصل ملک گیر زبان صرف اپنی خوبیوں کے بل پر اہل قلم کی انفرادی کوششوں سے زندہ ہے، جن کا کریڈٹ لینے کے لیے حکومت نے برائے نام قسم کے چند ادارات قائم کر رکھے ہیں مگر تعلیمی لحاظ سے اردو کا کوئی مستقبل نہیں ہے[1]

س — دیو بند جیسے قدیم اسلامی ادارے کو حکومت نے ماہرانہ مداخلت اور افتراق انگیزیوں کے ذریعے تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ جامعہ ملیہ جیسی اسلامی تعلیم گاہ آج مخلوط تعلیم کا اڈہ بنی ہوئی ہے۔ بہار شریف کو جلا ڈالا

---

[1] اگر مسلم ممالک اردو کے دو صد سالہ اسلامی لٹریچر کے تحفظ کے لیے یہ لازم کر دیں کہ وہ ہندوستان سے صرف ایسے افراد کو اپنے ہاں قبول کریں گے جو اردو زبان میں کوئی اچھی تعلیمی سند رکھتے ہوں تو خاصا نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے۔

جا چکا ہے۔

ص۔ مسلمانوں کو جو جماعتیں اسلام کی دعوت دیتی ہیں اور مصیبت کے وقت ان کو سہارا بہم پہنچاتی ہیں۔ ان کو ہندو جن سنگھ اور راشٹریہ سیوک سنگھ جیسی فسادی اور غنڈہ جماعتوں کے درجے پر رکھ کر نشانہ عتاب بنایا جاتا رہتا ہے۔ نیز اُن کے خلاف یہ کہہ کر نفرت پھیلائی جاتی ہے کہ یہ باہر سے مدد لیتی ہیں۔

ط۔ حال ہی میں تبلیغِ اسلام کی مہم کو جو کامیابی جنوبی ہند میں ہوئی اُس پر بھی ہندو اکثریت اور حکومت پیچ و تاب میں ہے۔ اور نومسلموں پر ظلم وستم کے واقعات ہو چکے ہیں، ساتھ ہی مبلغ جماعتوں کو یہ کہہ کر بدنام کیا جاتا ہے کہ انہوں نے روپیہ تقسیم کر کے لوگوں کو اسلام میں داخل کیا ہے۔ شرمناک بات یہ ہے کہ خود مسز اندرا گاندھی ۵ سو ہریجنوں کے مسلمان ہونے پر اتنی مضطرب ہوئیں جتنی کہ راشٹریہ سیوک ——

ع۔ مسلمانوں کو اخبارات کے ذریعے سیاسی اور مذہبی لیڈروں کی طرف سے بار بار یہ انتباہ دیا جاتا ہے کہ اول تو بھارت میں اُن کو جینے کا حق نہیں ہے۔ اگر کچھ گنجائش ہے تو اس شرط پر کہ وہ اپنی نگاہِ عقیدت کو ملک سے باہر مکہ اور مدینے کی طرف اُٹھانے کی بجائے خود اپنی سرزمین سے وابستہ رکھیں۔ نیز وہ صحابہ کرام اور خلفائے راشدین اور اپنے مجاہدین وشہداء کی شخصیتوں سے عقیدت کا تعلق ترک کر کے ہندو قوم کے اکابر کو اپنا بزرگ تسلیم کریں۔ علاوہ ازیں وہ اپنی لڑکیوں کو ہندوؤں کے ازدواج میں دیں اور اپنے جداگانہ مذہبی تشخص کو ختم کر دیں۔

ف۔ مسلمانوں کی آخری سزا ہی اُن کی نسل کشی ہے جو علاقہ بہ علاقہ روز ہوتی رہتی ہے۔ منصوبے بنا کر اُن کے خلاف طوفان اُٹھایا جاتا ہے۔ جانوں کی ہلاکت کے علاوہ مکانوں اور کارخانوں اور دکانوں کو آگ لگائی جاتی ہے تاکہ جینے کا سروسامان ختم ہو۔ سرکاری پولیس اور فوج اور انتظامی افسروں کو اگر خونریزی کی روک تھام کے لیے متعین کیا جاتا ہے تو اُن میں بھی چونکہ متعصب ہندوؤں کا غلبہ ہے اور مسلمان برائے نام بھی شریک نہیں اس لیے ان کی طرف سے مسلم دشمن غنڈوں کی پشت پناہی ہوتی ہے اور گرفتاریاں بھی مسلمانوں کی زیادہ ہوتی ہیں، مقدمے بھی اُن پر چلتے ہیں، جرمانوں اور قید کی سزائیں بھی اُن کو ملتی ہیں۔

واضح رہے کہ حصول آزادی کے بعد سے اگست ۱۹۸۰ء تک ہندوستان میں چار ہزار مسلم کش